

# نیپال میں طلباء کے علوم دینیہ

اور

## عَامَّةُ الْمُسْلِمِينَ سے خطاب

طلبہ سے اخلاق و علمی اخفاصل پیدا کرنے اور مسلمانوں نیپال سے  
اسلامی زندگی کا صحیح نمونہ پیش کرنے اور تئائش کی دینی تعلیم کا  
انتظام و اہتمام کرنے کی دعوت و تلقین

### مولانا یسید ابو الحسن علی ندوی

ناظم ندوۃ العلماء۔ لکھنؤ

شائع کرکے

شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم نور الاسلام جپیا پور نیپال

دھرم سوسائٹی

# پاراول

۱۴۱۳ھ—۱۹۹۲ء

کتابت	طہیر احمد کا کوروی
طباعت	لکھنؤ پبلیش ہاؤس (آفٹ)
صفحات	۲۲

باہتمام  
محمد عیاث الدین ندوی

طالب و ناشر

شیعہ نشر و اشاعت دارالعلوم نور الاسلام جلپاپور  
پوسٹ کبھی۔ انروایا زارئنسری۔ نیپال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرض ناشر

الحمد لله كفى وسلام على عباده الذين اصطفوا!

مقدمة اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی التدروی ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء  
نے ۳۱ ذی القعڈہ ۱۴۲۷ھ کی شبکا رشام کو احاطہ دارالعلوم نور الاسلام جلیا پرنسپری  
تیپال میں ذمہ دار ان دارالعلوم اساتذہ، طلیبی اور اطراط و جوانب کے خواص و عوام  
کے ایک بڑے مجمع کو خطاب فرمایا تھا، افادۂ عام کی خاطر اس کو رسالہ کی شکل میں پیش  
کیا جا رہا ہے، تشریف آوری سے متعلق پیش لفظ و دیباچہ حضرت مطاعی نے خود ہی  
پر قلم فرمادیلیہ ہے، اب کچھ کہنا متحمل میں ٹاٹ لگاتے کے متزاد ہو گا۔

تاہم اتنی بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ مولانا مکرم کی تشریف آوری محض مشیت الہی  
اور کشمیر ربانی ہے جسیں ندوۃ العلماء ۱۹۶۹ء کے بعد ہی سے کئی مدرسات و دو اعیان پیدا  
ہوتے رہے مختلف تقریبات میں مولانا مکرم کی تشریف آوری یقینی تھی مگر غیر اخنیاری  
عوارض سدراہ بننے کے، پھر کبر سنبھالی پیچیدہ علالت اور طبی ضعف و اصحاب ملال کی وجہ  
سے ادنی امید بھی جانی رہی تھی کہ ایسے میں اچانک شوال کے او اخرين خانقاہ رحلی  
موئیگر کی تقریب نگ بنیاد میں تشریف آوری و شمولیت کا مزدہ جانقرا ملا، ایک  
ہفتہ سے بھی کم ہی وقت تھا، درخواست کی گئی، منتظری مل گئی، پتہ، موئیگر کی

تقریب اور بھاگلپور میں اصلاح معاشرہ میں جلسہ عام آخری پروگرام تھا، نادیدہ راہ، بعد سافت اور دریا گنگا کی وجہ سے ہمارا لینڈ لور (جیپ) قافلہ رات کے پولے ابک بچے بھاگلپور پہنچا اور صبح اہل بھاگلپور کے عدم تعاون کی وجہ سے پہلا اسٹریم نہیں مل سکا، دوسرے اسٹریم سے بارہ بچے دن میں ہم تے گنگا عبور کیا اور سات بچے نام کے بعد احاطہ دار العلوم جلیا پور پہنچ سکے۔

روڈ ویز کے طویل سفر کی وجہ سے حضرت مولانا نھک کرنڈھال ہو چکے تھے والی کا پروگرام مختصر ہو کر بعد نماز فجر متصل آٹھ پایا، اس لئے صرف ایک ہی نشست ہوئی اور مسجد کا نگہ بنتیا درکھا جاسکا، ورنہ ہمارے پروگرام کی ترتیب کچھ یوں تھی، پہلی نشست بعد نماز مغرب پاس نامہ خطبہ استقبالیہ و حضرت مولانا کا خطاب عام، دوسری نشست بعد نماز فجر فضلاء نہ ہے، دیگر علماء کرام، اہل مدارس، دانشواران اور اساتذہ و اراکین دارالعلوم سے خطاب خاص، بعد ناشتہ مصافتی اور دارالعلوم نور الاسلام کی مسجد کا نگہ بنتیا در پھر قرب جوار کے مدارس کا مشاہدہ اور اہل مدارس سے تعارف، آرام، اڈوں و قفت نظر کی نماز، دوپہر کا کھانا پھر والی، گروہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے، بہر کیتی ہم اللہ کے سر پا پنکڑ گزارہیں حضرت مولانا کامنون کرم رفقاء اور اصحاب کا احسان مند یتشریف آوری ہماری سعادت و کامیابی کی محراج تھی۔

والسلام

خاکار محمد ایوب ندوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اٰللّٰهِ

آمَّا بَعْدًا!

تمہید اور تعارف انکھا جاتا ہے کہ جلپا پور واقع ضلع سُفری نیپال میں عرصہ  
سے "نور الاسلام" کے نام سے دینیات اور عربی کا ایک مدرسہ قائم ہے، جس کے منتظم  
دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فضلاء ہیں، یہ مدرسہ کئی سال سے مولوی محمد ایوب صاحب  
ندوی نیپالی کے اہتمام و انتظام میں چل رہا ہے، اور اس کے اکثر مدرسین بھی  
دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فاضل ہیں، مولوی محمد ایوب صاحب سے ندوہ کے  
زمانہ طالب علمی میں بھی تعلق و تعارف رہا ہے، پھر وہ جب جامعہ اسلامیہ  
مدینہ متورہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے، اور راقم سطور کو جامعہ کی مجلس استشاری  
کے حصے میں

اور مجلس الاعلى الاستشاري کی رکنیت کی بنیاد پر اور اس رشتہ سے مدینہ طیبہ ہر سال حاضری کا موقعہ، اور وہاں "بستان نورولی" میں ہفتون قیام کا شرتو حاصل ہوتا تھا، ان سے ربط و تعلق میں اور اضافہ ہوا، اور بعض قریبی سفروں اور زیارتوں میں رفاقت بھی ہوئی، جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے کہیں اور قیام اور زندگی خدمت انجام دینے کے بجائے اپنے وطن نیپال ہی کو اپنی خدمت اور سرگرمیوں کا مرکز بنایا جہاں جلپا پور صلح سنسری میں مولوی و مشی محمد لشیر الدین پور نوی تنظیمی نے ۱۳۶۹ھ (۱۹۵۰ء) میں ایک دینی عربی مدرسہ قائم کیا تھا، اور اپنی سب صلاحیتیں اور تو ادائیاں اس کے لئے وقف کر دیں، اور ان کو ندوی فاضل رفیق اور معاون مل گئے۔

اس تعلقِ خاص، دارالعلوم ندوۃ العلماء سے نسبت، نیپال کی اہمیت، اور مدرسہ کی افادیت کے پیش نظریات ہر طرح قابل قیاس اور تو قک کے مطابق تھی کہ راقم سطور کا وہاں کئی یار جانا ہوتا، اور اس کو ان کی ہمت افزائی اور قدر والی کا موقعہ ملتا اور اساتذہ و طلباء اور مسلمانان نیپال سے خطاب کی تقریب پیدا ہوتی، لیکن کچھ اپنی بڑھی ہوئی مصروفیت اور کچھ صحت کی کمزوری کی وجہ سے تقاضا و اصرار کے باوجود موقعہ نہیں مل سکا، اور دوسرے رفقاء و اساتذہ دارالعلوم ندوۃ العلماء

جاتے رہے۔

لیکن ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے (الامور مرہونۃ با وقارها) مئی ۱۹۹۲ء کی ابتدائی ناریخوں میں پہنچے میں اصلاح معاشرت کا فرانس میں شرکت، موگیر خانقاہ رحمانی میں جامعہ رحمانیہ کے اجلاس میں شرکت پھر بھاگل پور کے سفر اور وہاں خطاب و قیام کی تقریب سے الیسی ہلکہ پہنچنا ہو گیا جہاں سے نیپال کا راستہ جاتا ہے، اور سفر قریب و آسان ہو جاتا ہے عزیز گرامی مولوی محمد الیوب صاحب ندوی اور ان کے رفقاء نے اس موقع سے قائدہ اٹھایا، انہوں نے اپنے بیہاں آنے کی دعوت دی، اور جلپا پور سے منقول ایک کار کا بندوبست کیا جو اسٹیم برپھی سانحہ رہی، اور اس نے منزل نکل پہنچا دیا۔

۳۰ ذی قعده ۱۴۱۲ھ - ۵ مئی ۱۹۹۲ء کو عشاء کے وقت جلپا پور میں جو ضلع سنسری نیپال میں واقع ہے پہنچتا ہوا، اگرچہ سفر طویل اور تھکا دینے والا تھا، لیکن چونکہ اگلے ہی دن صبح کو واپسی تھی اس لئے بعد نماز عشاء اسامدہ اور طلباء دارالعلوم نور الاسلام اور شا لفین و حاضرین کی ایک اچھی تعداد سے جو وہاں جمع ہو گئی تھی، خطاب کرنے کا موقعہ ملا، جو اس وقت رکارڈ کر لیا گیا تھا، اس کو کیسٹ سے نقل کیا گیا اور ایسا نظر ثانی کے بعد افادہ ہم کے لئے تھا شائع کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو مُفید عمل کے لئے مُحرک، اور دعوت و اصلاح

کے لئے شرق انگلز بنائے۔

الماعی

ابوالحسن علی ندوی

۲ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

کیم ستمبر ۱۹۹۲ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
 خاتَم النَّبِيِّنَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَن تَبعَهُم  
 بِإِحْسَانٍ وَدُعَاءٍ عَوْتَهُمْ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ -  
 اما بعد!

میرے عزیز و ایک ہی علمی و دینی و فکری خاندان کے فرزند و اور  
 ذمہ دارو! اس موقع پر مجھے یہ اختیار عربی کا ایک شریاد آرہا ہے جو حسب حال  
 ہے، شاعر کرتا ہے ۷

فَالْوَاهْرَاسَانَ أَقْصَى مَا يُرَادُ بِنَا  
 ثُمَّ الْفَقْوُلُ، فَقَدْ جَئْتَنَا فَرَاسَانَا

شاعر کرتا ہے کہ ہمیں جن سے نعلن تھا، انھوں نے کہا تم ہمارے بیہاں کہاں  
 اور کب آسکو گے؟ ہم خراسان میں رہتے ہیں، تم کہاں رہتے ہو، خراسان بہت دور  
 ہے، دنیا کے آخری سرے پر واقع ہے، پھر واپس جاتے کا بھی مثل ہے تو ہم نے کہا  
 ۷

لیجے ہم خراسان آگئے۔

بینیاں کی سرزین بیوں نوابی جغرافیائی ہدایت سے اور وسائل کے محااظ سے کوئی ایسے کوہ قات پر نہیں واقع ہے، لیکن اپنی کمزوری اور بیماری کی وجہ سے میرے لئے اس وقت بیان کا سفر کرنا بہت مشکل تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات مقدر تھی اور اس کا وقت مقرر تھا کہ میں بیان آؤں۔

مجھے بہت خوشی ہے، میں آپ سے بلانکلت کہتا ہوں کہ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طلیہ اساتذہ سے خطاب کر رہا ہوں، ایک ہی خاندان ہے، اور جہاں تک آپ کا اور ہمارے بیان کے رہنے والے مسلمان بھائیوں کا تعلق ہے، مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں لکھتو ہمیں کھڑا ہوں، یا رائے برملی اپنے وطن میں ہوں، اور ان سے خطاب کر رہا ہوں، مجھے کوئی احتجبیت محسوس نہیں ہوتی ہے۔ تفصیل کے ساتھ خطیہ استقبالیہ میں بیان کے حالات پیش کئے گئے ہیں، وہ تفصیل بہت دل کشنا ہے اس کا تقاضہ تھا اور ہے کہ میں یہی تفصیل کے ساتھ جواب دوں، لیکن میں اس وقت اس حال میں نہیں ہوں، میں آپ کے سامنے چند صدوری باتیں رکھتا ہوں:-

پہلی بات تو مجھے اپنے طلبہ سے کہنی ہے، دیکھئے دنیا میں ہدایت سے، جیسے کہ

دنیا قائم ہے، اور دنیا کی جنتی تاریخ ہمارے سامنے محفوظ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

ہر زمانہ میں آدمی کی محنت اپنا رنگ دکھاتی ہے، اور کمال نے اپنی قیمت صول کر لی ہے،

اس میں تہ کسی زمانہ کی خصوصیت ہے، اور تہ کسی ملک کی خصوصیت ہے، تہ کسی نسل و تسبیب کی خصوصیت ہے، تہ خاندان برادری کی، تہ کسی جغرافیائی اختلاف کی، جس طریقے سے خوشنویضی ہے، تو وہ اپنا وجود منوالیتی ہے، پھولوں کا حسن ہے، باغ کی رعنائی اور اس کی دل کشی ہے، تماروں کی چک ہے، سورج کی روشنی ہے، چاند کا حسن، جمال ہے، بہبسب چیزیں خود اپنی قیمت و صول کر لیتی ہیں، اور اپنے دیکھوں کو منوالیتی ہیں، اس کے لئے کسی سند کی بھی حقیقت میں ضرورت نہیں، میں اپنے طالب علموں سے کہوں گا کہ آپ محنت کریں، یوں تو سب میں آپ کو درک ہونا چاہئے، اور اس نعمداد ہونی چاہئے، لیکن کسی ایک فتن کو آپ اپنا موضع بنالیں، اس میں انتیاز پیدا کریں، اگر آپ نے یہاں انتیاز پیدا کیا، تو آپ یقین جانئے کہ اس کی رسید کی آواز بلاد عربی سے آئے گی، آپ کے سامنے اس کی مثالیں ہیں، میں نام تھیں لوگ، اور اگر اس میں اپنی خودستائی نہیں تو اپنے خالواہ کی یا اپنے علمی مرکز دار العلوم ندوۃ العلماء کی تعریف تکلیفی گی، جو اپنی ہی تعریف ہوتی ہے، یہ سُنْتَ إِلَهٖ يَعْلَمُ<sup>لَهُ</sup>، فَلَمْ يَجِدْ لِسُنْتَ إِلَهٖ تَبَدِّلَ يُلَاّهَ وَلَمْ يَعْدَ لِسُنْتَ إِلَهٖ تَحْوِيلًا<sup>لَهُ</sup>، اتنی تاکید کے ساتھ بیان کیا ہے، جو اس تنقای کی سُنْتَ ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے، کسی قسم کا تغیر نہیں پاؤ گے۔

پہلے کہا تَبَدِّلَ يُلَاّهَ، پھر کہا تَحْوِيلًا<sup>لَهُ</sup>، کوئی اس میں تبدیلی، کچھ اٹ پھر نہیں پاؤ گے۔

ایک بات تو آپ سے کہتا ہوں جو میں بڑے بڑے چوٹی کے درسون میں کہتا رہا ہوں کہ آپ کسی فن میں انتیاز پیدا کریں اور اس میں ایک جملہ جو میری زبان سے اکثر مکلا ہے اور اس کو میں نے وظیفہ کے طور پر یاد کر رکھا ہے اور یہ کہ آپ اخلاق و اختصار پیدا کریں، جہاں تک اللہ کا معاملہ ہے اس میں خلوص ہو اس میں اللہ کی رضا کی نیت ہو، اللہ کی رضا کی طلب ہو کہ اللہ ہم سے راضی ہو، ہم قرآن و حدیث پڑھ رہے ہیں، ہم فض کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، تاکہ ہم اللہ کو پہچانیں، اور اس کے رسولؐ کو جانتیں اور اس کے کلام کو سمجھیں، اور دوسروں کو سمجھائیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

پہلی بات توبیہ ہے کہ اخلاق ہو، دوسری بات یہ کہ اختصار ہو، یعنی کسی ایک فن میں دوسروں کے مقابلے میں انتیاز حاصل ہو، اس کی طرف انگلیاں اٹھیں، جوارہں کمال ہیں، پہچانتے والے ہیں وہ کہیں کہ یہ اس فن میں بہت بڑھا ہوا ہے، بیکڑوں سے بڑھا ہوا ہے، ایک طرف تو طالب علم سے یہ کہوں گا کہ "اخلاق و اختصار" پیدا کریں، اور اپنی نیت صحیح کریں، صرف اللہ کی رضا کی نیت ہو، یا تی چیزیں خود بخود پیدا ہوں گی، یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا قانون ہے، وہ خود بخود حاصل ہوں گی، اور دوسرے یہ کہ کسی خاص فن میں کسی ایک چیز میں، کم سے کم ایک چیز میں (اور اللہ توفیق اور ہمت دے تو اس سے زیادہ میں) اختصار یعنی انتیاز ہو، یقیناً زمانہ

بہت بدل گیا ہے، لیکن اس بالے میں کچھ نہیں بدلنا، آج بھی جن لوگوں نے کوئی  
انتیاز پیدا کریا ہے، انھوں نے اپنا انتیاز منوالیا ہے، دشمنوں نک سے منوالیا ہے،  
تسلیم کروالیا ہے، اگر دنیں جھک گئی ہیں، اور لوگ ان کے قدموں پر پڑتے ہیں،  
اُن کی خوشنادری کرتے ہیں، ان کو سر پڑھا کر آنکھوں میں جگہ دے کر لے جانا چاہتے  
ہیں، ایک بات توبہ ہے، اس میں نہ تو نیپال کی خصوصیت ہے، نہ برما کی کوئی  
خصوصیت ہے، آج ہم ان لوگوں کے نام پڑھتے ہیں، ان کے نام کے ساتھ  
نہیں دیکھتے ہیں، آج اچھے اچھے پڑھ لکھوں کو نہیں معلوم کہ:-

صاحب "ہدایہ" مرغینانی کہاں کے رہتے والے ہیں، کوئی تبریزی ہیں،  
اور کوئی زمخشری ہیں، کوئی سکا کی ہیں، اب جغرافیہ میں بڑی بڑی کتابیں  
تصییف ہو گئی ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے توبہ نیپال کی یا ہندوستان کی  
یا کسی صوبہ کی کوئی خصوصیت نہیں، آپ کمال پیدا کریں گے تو ساری دنیا  
کم سے کم عالم اسلام آپ کے کمال کو مان لے گا، اور اگر آپ کہیں چھپ کر  
رہنا چاہیں گے تو آپ کوئی چھپنے دے گا نہیں، آپ ہزار پر دے میں علیھیں، آئیں گے  
لوگ اور پردے اٹھا کر اوسی طرح آپ تک پہنچ کر آپ کو اٹھا لیں گے کو دیں  
اٹھا لیں گے اور آپ کو سر پڑھا کر لے جائیں گے، وہ خوشنادریں کریں گے،  
آپ کے پاؤں پر ٹوپی ڈال دیں گے، آپ ہمارے مدرسہ چلے، آپ ہمارے  
کالج چلے، ہماری یونیورسٹی چلے، ایہ فن پڑھا شیے!

اپنے طالب علموں سے توبہ کرتا ہوں کہ اخلاص و اختصاص پیدا کریں، اللہ کے معاملہ میں اخلاص، کوئی نیت نہیں نہ کمانے کی، نہ کھانے کی، نہ اتنی بڑی تنخواہ، اُتنی بڑی تنخواہ، اور فتن کے سچائی سے (علم کا جہان تک معاملہ ہے) اختصاص ہو، اس لئے کہ بغیر اختصاص اور بغیر انتیاز کے کوئی چیز نہیں ہوتی، حضرت علی کریم اللہ و جہہ کا قول ہے: "قِيمَةُ كُلِّ امرٍ يٰ ما يُحِسْنُهُ" (ہر شخص کی قیمت وہ ہے جس کام کو وہ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ بہتر انعام دے سکتا ہے) طالب علموں سے یہ کہوں گا کہ تم محنت کرو، تمہاری یہ محنت تمہیں چکڑے گی اور دو تک لے جائیگی، کہاں کا تدوہ؟ کہاں کا دارالعلوم دیوبند؟ اور کہاں کا جامع ازہر؟ تم چکو گے اور اس میں نیپال کا ہونا، اُتنی دور ہونا، اتنا مشکل اتنا مباراستہ ہونا کوئی چیز ہائل نہیں ہوگی، جو لوگ صاحبِ کمال نہیں، ان کو لوگ کہاں کہاں سے لائے، اور ان کو کسی جگہ دی؟ طالب علموں سے کہتا ہوں کہ نکر کریں اللہ کا، اللہ تعالیٰ نے ایسی دورافتادہ جگہ میں دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا، میں آپ سے صاف کہتا ہوں، نیپال کا تعارف صرف فوجی سپاہیوں پر ہے داروں کی وجہ سے تھا، میں آپ سے صفائی کے ساتھ کہتا ہوں، بہت پڑھتا لکھتا ہوں، دنیا میں پھرا ہوں کہ میں نیپال کو گورکھوں کی وجہ سے جانتا ہوں، نیپال وہ جگہ ہے جو پڑھے مضمون تو جو دیتا ہے، بہت

امانت دار، بڑے جفاکش پیرے دارد تھا ہے، جس کو بڑے بڑے ریس اور نواب لوگ اپنے دروازے پر بٹھاتے تھے، لیکن ابھی تک عالموں کی حیثیت سے نیپال کا تعارف نہیں ہوا تھا، لیکن اللہ جزاۓ خیر دئے اللہ قبول فرمائے کہ یہ دارالعلوم یہاں قائم ہوا، اور تدوی فضلاء کے اہتمام و انتظام میں چل رہا ہے، جن لوگوں کے نام لئے گئے اللہ آن کے درجے بلند فرمائے، اس کی وجہ سے اب انشاء اللہ نیپال کا نام صرف گورکھوں کی وجہ سے اور پہرہ داروں کی وجہ سے نہیں ہو گا، عالموں کی وجہ سے بھی ہو گا، اس معاملہ میں شہروں اور ملکوں کا فرق نہیں ہوتا، لکھنؤ، دلی، چونپور (جو شیراز ہند کہلانا تھا) بھوپال، لونک جو کبھی بڑے بڑے اہل کمال کا مرکز بن چکے ہیں، رام پور میں بڑے بڑے منطقی اور فلسفی سمجھے، اور سُنسری کا یہ علاقہ اور آپ کا یہ جدیا پور (نیپال) میں کوئی فرق نہیں ہو گا، یہ اشتباہ و نعلیٰ کے یہاں مُستَتِ الہی ہے کہ اعتزازِ کمال میں ناموں کا، فاصلوں کا اور ان کی سایقروایات کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

یہ تو طالب علموں سے کہتا ہوں، آپ اپنے درجہ میں بھی ممتاز ہوں گے، اور زنگا ہیں اٹھیں گی، انگلیاں اٹھیں گی، دیکھو یہ نیپال کے طالب علم ہیں، یہ صرف ونجوں میں ہمارے طالب علموں سے اچھے ہیں، اور یہ مطالعہ دیکھ کر آتے ہیں، اور بعد میں بھی پڑھتے ہیں، ان کی استعداد بھی بڑی اچی ہے، اور

یہ انشاء اللہ طبیعتی ترقی کریں گے، اس سیکھی قسم کا انتیاز نہیں بنتا جاتا ہے، امام غزالی کو بیحیٰ ہے کوئی نہیں جانتا کہ وہ ایران کے تھے، ان کے بزرگوں میں کوئی بڑے عالم بھی ہوئے ہیں، ان کے والذکر عالم نہیں تھے، اور عزتِ الٰی کا لفظ ہی بتاتا ہے کہ ان کا خاندان اون کا کام کرنے والا تھا، ایک جلیل القدر بزرگ خواجہ نقشبند کہلاتے ہیں، ان کے یہاں تقاضی کا کام ہوتا تھا، کوئی بزرگ کچھ کہلاتے ہیں، تو اس سے آپ سمجھے لیجئے، اس کے علاوہ خصائص یعنی جو تاگانمٹھے والے، زیارات یعنی تبلیغی والے، حیاتِ اپر کا سیلے والے جن کے پیچھے ہم نے میسیوں نمازیں پڑھی ہوں گی، حرم نشریت جو دنیا میں سب سے بڑھ کر عزت و احترام کی جگہ اور عبادت گاہ ہے، جہاں کی امامت سب سے فخر اور نشریت کی بات سمجھی جاتی ہے، اور وہ بیت اللہ کہلاتا ہے، اس کے امام حیات تھے، غالباً بھوپال کی طرف تھے، یا کہاں کے تھے؟ وہ شیخ عبداللہ الحنفی ہندوستانی تھے، لیکن اپنے علم کی وجہ سے اُن کو حرم کا امام بنایا گیا، اور ایسی لکھی مثالیں دے سکتا ہوں، بڑے بڑے مصنفوں کے ساتھ کیا لگا ہوا ہے، بعض توحیار ہیں یعنی پھر توڑنے والے ہم نے بھی ان کی زیارت کی ہے، قدوری ایک بہت بڑے فقیہ ہیں، جن کی کتاب فقہ کے ضروری نصاب میں داخل ہے، شروع میں وہ قدوری تھے، یعنی ہندیاں بناتے تھے مٹی کی، اور قدوری کہلاتے تھے، انھوں نے کتاب لکھی اور وہ کتاب مقبول ہوئی، اس کتاب نے متوا بنا اپنے کو، اور مصنفت کو بھی

طالب علموں سے بیبات مخضر کہتا ہوں کہ آپ محنت کیجئے اور اخلاص و اخلاص پیدا کیجئے، آپ بھی چکیں گے، اور اپنے ملک کو بھی چکائیں گے، اور آپ کی روشنی دور دوڑنک پھیلے گی۔

اب ہم اپنے ان بھائیوں سے جو مدرسہ سے طالب علمی کا تعلق نہیں رکھتے، اپنے دینی جذبہ اور دین کے شوق میں آٹے ہیں، کہتا ہوں کہ آپ ایسے ملک میں ہیں کہ اگر آپ اس ملک کے رہنے والوں کے دل جیت لیں اور ان کو اسلام کی طرف مائل کر لیں اور ان کے دلوں میں ایمان کا بیج ڈال دیں تو آپ نہ صرف اسلام کی بلکہ انسانیت کی خدمت کریں گے، کیونکہ یہ ملک اسلام سے نا آشنا ہے، ابھی ہمارے عزیز بھائی نے جو اس ملک پر ایک تاریخی روشنی ڈالی ہے، بیان کیسے لوگ ہوئے ہیں، ان میں رام جی کا نام آیا ہے، اور بودھ جی کا نام آیا، اور بھمن جی کا نام آیا ہے ایکن بیان کسی بتانا جیلا تی کا نام نہیں آیا، خیر ان کا ہونا آسان کام نہیں، کسی بزرگ کا اور کسی مرشد کا کسی فقیہ کا اور کسی مفسر کا نام نہیں آیا، تو آپ یہ کو شرش کریں کہ آپ اپنے اخلاق اور اپنے کیر کڑ سے زندگی کا ایسا نمونہ پیش کریں کہ یہ لوگ اسلام کی طرف مائل ہوں، اور وہ اسلام کا مطالعہ کریں، اور آئیں مدرسوں میں کہ یہیں آپ بتائیئے کہ اسلام کی کیا خصوصیات اور کیا تعلیمات ہیں؟ نیبا لی زبان میں ہو، انگریزی میں ہو، یا ہندی میں، ہم صحیح کر کیا بات ہے کہ لوگ اتنے مختلف ہیں۔

میں تے آکسفورڈ میں (جو انگلستان کا بہت بڑا علمی و تعلیمی مرکز ہے) تفریر کی، وہاں کے لوگوں کے سامنے ہندوستان کا ایک واقعہ بیان کیا کہ جب ہندوستان کے مجاہدین نے پشاور فتح کیا اور اس میں کئی ہفتہ مکن ہے کئی مہینے گزر گئے، وہاں ایک دن ایک پٹھان نے ایک ہندوستانی کا ہاتھ پکڑا (اوہدھ کا یا ہمیں کا رہنے والا ہوگا) اور کہنے لگا میاں ایک بات پوچھتا ہوں صیحہ صحیح جواب دینا، کیا تم ہندوستانیوں کی دُور کی نظر کچھ خراب ہوتی ہے، کمزور ہوتی ہے، دُور کی پیزی تم دیکھ نہیں سکتے؟ اس نے کہا کہ نہیں، ہم خوب دیکھتے ہیں، کہا نہیں اکوئی بات ہے صورہ ہندوستانیوں کی دُور کی نظر کمزور ہے، اس ہندوستانی نے کہا یہ تو آپ بتلائیے کہ آپ کو یہ پوچھنے کی صورت کیوں پیش آئی؟ یہ بات تو ہر ایک پوچھتا نہیں، یہ کوئی ایسی پوچھنے والی بات یعنی نہیں ہے، آپ پوچھ کیوں رہے ہیں؟ ہم کیمی انسابی دیکھتے ہیں جتنا آپ دیکھتے ہیں، مگر آپ پوچھ کیوں رہے ہیں؟

پٹھان نے کہا کہ پوچھنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ تم لوگ مہینوں سے گھر سے نکلے ہوئے ہو، اپنے گھر بار کو، بیوی بچوں کو چھوڑے ہوئے ہو، اور تندرست ہو، باشاء الشنکلیں ہو، ہم نے تم میں سے کسی کو کسی نا محروم عورت کو دُور سے دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا، تھماری نگاہیں ہمیشہ بھی رہتی ہیں، ایک آدمی کا معا لمبہ ہو تو آسان ہے، سارے کے سارے کے کیوں نظر اٹھا کر

نہیں دیکھتے، عورتوں کو اور لڑکیوں کو، لوگ جانتے ہیں کہ پشاور میں صوبیہ سرحد میں خوبصورتی زیادہ ہے، یعنی وہاں کچھ ایسی کشیش بھی ہے کہ آدمی دیکھے اور اس کے اندر اس کا خیال پیدا ہو، شوق پیدا ہو، تو ہم نے سوچا کہ دو چار زاہد ہو سکتے ہیں، عابد ہو سکتے ہیں، بڑے مختار، مستقی ہو سکتے ہیں، لیکن فوج میں تو لوگ عام طور پر زاہد نہیں ہوتے، جوان ہونتے ہیں، ہٹلے کٹے ہوتے ہیں، ہٹلے کٹے لوگ پھراپنے لگر سے دُور کوئی اپنی بیوی سے دور دو برس سے ملا نہیں، کوئی چار برس سے ملا نہیں، کوئی چچہ جمین سے نہیں ملا، اور جوان بھی ہیں، کبھی تو یہ نظر اٹھا کر دیکھتے کہ یہاں کی عورتیں کیسی ہوتی ہیں، دیکھتے ہی سے کچھ اپنی تسلیم کر لیتے، لطف لیتے تو ہم سمجھے کہ یہ کوئی نقوای اور زہد کی بات نہیں، بلکہ اُن کی دُور کی نظر ہی نہیں !!

ہندوستانی نجوات بیا کہ نہیں احمد رضا ہماری دُور کی نظر خوب کام کرتی ہے، ہم دُور کی چیزیں صاف دیکھتے ہیں، لیکن یہ ہمارے امام کی نسبت کا تیجہ ہے، قرآن مجید کی آیت پر عمل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "أَعُوذُ بِإِذْنِهِ مِن الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" ﴿۱۱﴾ "أَعُوذُ بِإِذْنِهِ مِنَ الْمُفْعَلَاتِ يَعْصِمُ مِنْ أَعْصَارِهِمْ وَيَعْصِمُهُمْ فِرْجُهُمْ" (اہل ایمان سے کہہ دو کہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، عفت و طہارت کے ساتھ رہیں)۔

سنے والوں کو بڑا تجھب ہوا، یہم نے وہاں ہندوستان کے لوگوں سے کہا کہ آپ یہ نمونہ دکھائیں، لوگوں کو یہ شوق پیدا ہو کر یہ چیز کہاں سے آئی؟ یہ لوگ گھر حضور کے ہوئے اتنے دنوں سے یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں؟ کوئی بی۔ اے میں پڑھ رہا ہے، کوئی بی۔ ایس۔ سی میں پڑھ رہا ہے، کوئی ایم۔ ایس۔ سی میں پڑھ رہا ہے، کسی کو چار برس ہوئے کسی کو چھ برس ہوئے اور یہاں بہت خرچ ہوتا ہے ہندوستان جانے میں، اور ان میں سے اکثر کی نشادی نہیں ہوئی، اور یہاں کی لیٹریز اپنی خویصورتی میں مشہور ہیں، ساری دنیا میں اور خود ہندوستان میں لوگ بڑی لمحائی ہوئی بڑے شوق کی نگاہوں سے ان کو دیکھتے تھے، یہاں کیوں نہیں دیکھتے؟ ان کے اندر یہ سوال پیدا ہو، اور پھر وہ سمجھیں کہ یہ اسلام کا فیض ہے، یہ اسلام کی تربیت کا فیض ہے۔

میں آپ سے کہتا ہوں کہ ایک بات تو یہ ہے کہ آپ اسی شہر میں چلیں پھریں، دو کافیں کریں، ملازمت کریں، میں، جیلیں اور دُور رہنے کی ضرورت نہیں، لیکن آپ اپنا انتباہ ثابت کر دیں، یہاں کی اس سر زمین پر سوال پیدا ہو کر یہ کون سے لوگ ہیں یہ کوئی بے اختیاطی نہیں کرتے، یہ کسی عِحرِ حرم کو نہیں دیکھتے، ان کا ہاتھ کسی چیز پر اٹھنا نہیں چوری کے لئے، یہ جھوٹ نہیں بولتے، یہ وہ ہیں کہ اگر ملازمت کرتے ہیں تو بڑی دیانت داری اور وقارداری کے ساتھ کرتے ہیں، پھر یہ گرے پڑے لوگوں کو سہارا دیتے ہیں،

یہ غریبوں اور کمزوروں پر زیادتی نہیں کرنے، یہ کیرکٹ آپ کو دکھانا چاہئے۔ مجھے امید نہیں کہ اس کے بعد آپ سے ملنے اور کہنے سننے کا موقفہ ملے گا؟ اور ملے گا تو کب ملے گا؟ ہم آپ پھر جی ہوں گے یا نہیں ہوں گے، اس لئے میں یہ دو تین بائیس آپ سے کہتا چاہتا ہوں، ایک بات تو یہ کہ آپ اپنی زندگی کا نقشہ، اپنی زندگی کا طرز ایسا بتائیں کہ لوگوں کے اندر سوال پیدا ہو، تجھش پیدا ہو کہ کبھی پوچھنا چاہئے کہ یہ بات ان میں کہاں سے آئی؟ یہی بات تھی جس کی وجہ سے انڈو بنیشا مسلمان ہو گیا، پورا کا پورا ملک مسلمان ہو گیا، مؤمنین کہتے ہیں کہ وہاں کبھی کوئی اسلامی فوج نہیں پہنچی، یہ بات مالی ہوئی ہے ناریخی طور پر، لیکن پورا کا پورا ملک پہلے تو نبی صدی مسلمان تھا، اب وہاں کچھ شامل اعمال سے، کچھ حکومتوں کی خرابی سے، کچھ امریکہ اور برطانیہ کی راستش سے کہیں کہیں عیسائیت پھیل رہی ہے۔ ایک بات تو یہ کہ آپ اپنے اخلاق سے ہمیں ایمانداری سے، اپنی سچائی سے، اپنی شرافت سے ثابت کریں کہ آپ کوئی اور نمونہ، کوئی اور ماذل ہیں، کوئی اور پیغمبر ہیں۔

دوسری بات یہ کہ مکاتب اور مدرسے قائم کیجئے، کوئی بستی کوئی گاؤں ایسا نہ ہو، جہاں کوئی مکتب اور مدرسہ نہ ہو، جہاں دینی تعلیم نہ دی جائے، اور عورتوں نکل کو گھر میں، خواتین کو، مستورات کو اپنے گھر میں،

بیٹیوں اور بچوں کو بھی دین کی تعلیم دیجئے، اور ان کو تاکید کیجئے کہ اپنے بچوں کو کم بھی تعلیم دیں، پیغمبر وہ کے فضّل نہیں تو حبیب کی محبت پیدا کریں، شرک سے نفرت دلائیں، بد اخلاقیوں سے نفرت پیدا کریں، دلوں میں حضور سے عشق اور جان نثاری کا حذر پیدا کریں، جب جا کر بہاں ایمان محفوظ رہے گا نئی نسل کا، ورنہ کوئی طحکانا نہیں، کوئی بھروسہ نہیں اس کا۔

تیسرا بات آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ بہاءؑ بہاں ہندوستان میں یہ آفت آئی ہوئی ہے، کل ہی بھاگلپور میں ڈیا جلسہ ہوا، ہزاروں آدمی نہفے، وہاں میری تقریر یہوئی اور بڑے بڑے علماء کی تقریریں ہوئیں، اس سے پہلے موئیگر میں ڈیا جلسہ ہوا ہزاروں ہزار آدمی نہفے، کرناٹک سے اور آندھرا پردیس سے اور کہاں کہاں سے علماء آئے، وہاں ایک مصیبت ہے، نشادیوں میں فضول خرچی اور دھوم دھام اور فرائش کی، اور سخت درجہ کے اسراف فضول خرچی کی، بڑی بڑی باراتیں لے جانا، اور بڑے کھانوں کا اہتمام۔

اور بھروہاں ایک اور مصیبت آئی ہوئی ہے، بلکہ خدا کا ایک عذاب آیا ہوا ہے کہ رطکی والوں سے فرائش کی جاتی ہے کہ رطکی کو اتنا یہیز دیا جائے موت دی جائے، اور وہ موڑ لے کر آئے، اور اتنی رقم لے کر آئے جب ہم اپنے رطکے سے نشادی کریں گے، نہیں تو نہیں کریں گے، خدا کرے آپکے بہاں بینہ بہو۔ آخر میں یہ کہ آپ اپنے دین کی قدر کریں، اس کو سب سے بڑی نعمت سمجھیں، نمازوں کی پابندی کریں، اور کلمہ کے معنی سمجھیں، قرآن مجید کی کچھ سورتیں آپ کو بیان ہوئی چاہیں۔

ان کے معنی مطلب یہی اگر آپ سمجھ سکیں، یا دکر کریں تو یاد کریں، اور دین کی ضروری معلومات حاصل کرنے کا آپ کو شوق ہو، آپ مدرسون میں جائیں اور پھر آپ گاؤں گاؤں میں مکتب مدرسہ قائم کریں، خلاصہ یہ کہ اپنے دین و ایمان کی سب سے زیادہ فکر کریں اور اثر سے دعا کریں، کوشش کریں کہ اسلام نے قائم رہیں اسماں پر خاتمہ ہو، قرآن تشریف میں آتا ہے: ﴿وَلَا تَسْوُتْنَ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (دیکھو: مرتا مگر اس حالت میں کتنم مسلمان ہو) اس کی کوشش کریں، سب سے بڑی نعمت سب سے بڑی دولت، سب سے بڑی خوش قسمتی، سب سے بڑی اقبال مندی اسلام کی دولت کامل جانا، اور ایمان پر خاتمہ ہونا، اللہ کے رسولؐ کی شفاعت نصیب ہونا اور آپ کے دست مبارک سے جام کو تزیین، اور جنت کا سخن قرار پانا ہے اس کو سب سے بڑی دولت سمجھیں اور اس کی پوری حفاظت کریں۔

میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقدیر خیتم کرتا ہوں اور آپ کو مبارکہ دینتا ہوں، اور آپ سے کہتا ہوں کہ آپ ان مدرسون کی قدر کریں کہ یہاں سے طریقہ دوسرے ملکوں میں جانتے ہیں اور قدر کی نہ گاہوں سے دیکھ جاتے ہیں اور ماشاء اللہ ریا آپ کے ملک کا نام روشن کرتے ہیں اور آپ کے ملک کی عزت بڑھاتے ہیں، آپ اس کی قدر کریں اور ان مدرسوں کی ضرورتی کی تکمیل کریں، یہاں تعمیرات کی ضرورت ہے، ابھی تعمیرات پوری نہیں ہوئی، وہاں اس کی کوشش کریں جہاں ضرورت ہے، خرچ کر کے لٹکوں کو طالب علموں کو

وظیفہ دیا جائے؟ ان کے کھانے میں کا انتظام کیا جائے؟ اس میں بھی آپ مدد کریں اُشتراکی کی کام کے بیان بہت بڑے تو اُن کا کام ہے، اس کی قدر آپ کو قیامت میں علوم ہو گئی، آپ کی وجہ سے کوئی طالب علم علم دین حاصل کرے اُش رو رسول کا نام ہی تے سیکھ بلکہ اُش رو رسول کا نام سکھانے کی اس میں قابلیت پیدا ہو جائے؟ اس سے یہ اصدقہ چارہ کیا ہے؟! اجھیں چند یا توں پر لیتی تقریبی کرتا ہوں؟ ان گورہ میں باندھیں اور ان پر ٹل کر تکی کو نشش کریں آجھیں ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور اپنی اسرت کا اٹھا کرتے ہیں کہم تے اس سکر کو اپنی ایسا دار پتے نصویر سے زیادہ پایا ہیں ٹری خوشی ہوتی اگر ہیں بیان زیادہ وقت صرف کرنے کا موقع ملا، لیکن کچھ ایسی مجبوریاں ہیں کہم زیادہ وقت نہیں دے سکتے، مگر خدا کا شکر ہے کہم تے اکر خود ہی کہا کہ یہ خطاب کرنا چاہئے ہیں، حالانکہ ہماری حالت کا تقاضہ یہ تھا کہم کہتے بھی کچھ بات نہیں کر سکیں گے، ہمیں تو سلا دینا ٹسدا دینا ہم آرام کر لیں، اور کل صبح ہی ہمیں جانتا ہے لیکن آپ کی محبت کا، آپ کے خلوص کا اور ان ملائے والے بھائیوں کے خلوص کا اُشتراک ہم تو خود ہی اپنی طرف سے کہا کہ اگر کوئی پر ڈگر ہو، یا آپ کر سکیں تو کچھ، اپنے بھائیوں کو دیکھ لیں، کہاں پھر ہم دیکھنے کیا؟ اُسی کے پیغمبیر اُشتراکی ٹری نعمت ہے کہ اپنے کلمہ کو بھائیوں کو اپنے دینی بھائیوں کو اپنی آنکھ سے دیکھیں، خوش ہوں، اور اُش کا شکر ادا کریں کچھ اُش رو رسول کے دین کی باتیں ہم ان سے کر لیں، سُن بھی لیں، اُشتراک کا شکر ہے کہ یہ کام ہو گیا ہیں اس سے زیادہ اُسی چیز کی ضرورت نہیں، اُشتراک کو تعالیٰ قبول فرمائیں۔ وَمَا النَّوْفِيقُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ رَحْمَةِ اللَّهِ۔